صلوٰۃ التراویح

جمع و ترتیب

حضرت العلام مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند

و بانی

مدرسہ اشرف المدارس، لائل پور

www.KitaboSunnat.com

ناشر: ادارہ اشاعت السنۃ لائل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

باسمہ تعالےٰ سبحانہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

صلوٰۃ التراویح

جمع و ترتیب

حضرت العلام مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند

د بانی

مدرسہ اشرف المدارس، لائل پور

ناشر

ادارہ اشاعت السنّۃ لائلپور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ والصلوٰۃ والسلام علی من کان فیہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر صلوٰۃ دائما ابداً وعلی آلہ وصحبہ اجمعین - آمین - اما بعد

آج سے تقریباً دو صدی قبل متحدہ ہندوستان کے مذہبی حلقہ میں عموماً یہ باور کر لیا گیا تھا کہ فقہ حنفی کے مندرجات میں اسلام ہیں ویسے کتب احادیث کا وجود بھی محدود تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بجا طور پر قابل ستائش ہیں کہ انکی مساعی اور شب و روز محنت سے کتب احادیث کا رواج عام ہوا اور انہیں دیگر کتب فقہ کی طرح داخل نصاب کیا جس سے تقلیدی جمود کے بند کھلنے شروع ہوئے۔ بالآخر حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی، اور حضرت نواب صدیق الحسن خان قنوجی رحمہما اللہ کی پیہم کوشش نے علم حدیث ہندوستان کے کونہ کونہ میں پہنچایا۔ اور براہ راست حدیث پر عمل کی پرکیف فضا پیدا کر دی اور بقول مولانا سید سلیمان ندوی "سنت نبوی کی اتباع کا جو جذبہ گم ہو گیا تھا وہ اسی تحریک کی بدولت دوبارہ پیدا ہوا"۔ (مقدمہ تراجم علماء حدیث ہند) شکر اللہ سعیہم

لیکن اصحاب تقلید کو یہ فضا راس نہ آئی تو "من بعثنا من مرقدنا" کہتے ہوئے اٹھے اور ہر مسئلہ پر رسالہ بازی کا بازار گرم کیا جس سے اصحاب نظر و فکر کے لئے مزید راہیں کھلی - اور تحقیق کا داعیہ بڑھا۔ انہی اختلافی مسائل میں ایک "مسئلہ تراویح" ہے۔ رسالہ "صلوٰۃ التراویح" کے مرتب حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب خود مدت مدید تک مرض تقلید میں مبتلا رہے۔ غالباً ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ خوش فہمی میں اسی مسئلہ پر انہوں نے علمائے اہلحدیث کو چیلنج کیا۔ جسے قبول کر لیا گیا۔ لیکن مولانا صاحب میدان کے شہسوار ثابت نہ ہوئے تو بھاگے بھاگے حضرت مولانا سرفراز صاحب کے پاس پہنچے۔ انہوں نے اس پر دلائل مہیا کئے لیکن جب انہیں حقیقت حال سے آگاہی ہوئی تو سارا "فراڈ" نظر آیا۔ جس کا اظہار خود مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے اسی رسالہ میں نہایت تاسف سے کیا ہے۔ لیکن مولانا صاحب کو یاد رہے کہ مولانا گکھڑوی کی

۹۹ ... ماڈل ٹاؤن - لاہور
0821

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ روش آپ ہی سے خاص نہیں۔ انکی تصانیف میں اس قسم کی دھاندلیاں بالکثرت ہیں۔ ان کی مایہ نازکتاب "احسن الکلام" میں اسی انواع کی لبے اعتدالیوں کا ذکر ہم اس کتاب کے تبصرہ میں کر رہے ہیں جو ماہنامہ ترجمان "الحدیث" لاہور میں بالاقساط شائع ہو رہا ہے۔

بہرحال مؤلف رسالہ قابل ستائش ہیں کہ انہوں نے اسی مسئلہ پر قلم اٹھایا اور اپنے بھائیوں کو حقیقت حال سے متنبہ کر کے دینی فریضہ "الدین النصیحۃ" پورا فرمایا۔ اللہ تعالےٰ انکی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین!

مولانا موصوف نے بالاختصار ثابت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے تراویح آٹھ رکعت ہی پڑھی ہیں۔ اور یہی سنت فاروقی ہے۔ ناظرین کرام کے لیئے بطور استفادہ عرض ہے کہ علمائے احناف اس مسئلہ میں عموماً "عمل صحابہ" کا مجمل لفظ پیش کر کے رعب جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ۸، ۱۶، ۲۰، ۲۴، ۲۸، ۳۴، ۳۸، ۴۰ رکعات کا عدد بھی ثابت ہے (قیام اللیل ص۱۵۷، ۱۵۸)

اس اختلاف میں بموجب "فرمان باری تعالیٰ" اہلحدیث کا عمل آنحضرتؐ کے عمل کے مطابق ہیں۔ جبکہ انکا یہی مدعی ہے۔

کسی کا ہو رہے کوئی
نبی کے ہو رہے ہیں ہم

دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں آنحضرتؐ کی اتباع نصیب فرمائے اور صراط مستقیم پر قائم اور دائم رکھے۔ آمین

خادم العلم والعلماء
ارشاد الحق عفی عنہ
رفیق
ادارہ علوم اثریہ۔ لائل پور
۲۴ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد

حضرات! یہ مختصر رسالہ نماز تراویح کی رکعات کے بارے میں اس لئے تحریر کیا ہے کہ لوگ غیر سنت کو سنت بنا کر گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ خدا کرے، کہ ان کو ہدایت نصیب ہو جائے۔ کیونکہ حنفی علماء کی دھاندلیوں کی وجہ سے میں خود عرصہ تک اس میں مبتلا رہا ہوں۔ اب خدا نے مجھے ہدایت دی ہے تو جی چاہتا ہے کہ دوسروں کو بھی اس سے متنبہ کر دوں۔ الدین النصیحۃ

عبدالرحمٰن۔ ۷، رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمیزِ سُنّتِ رسُول کا قانون

سنت طریقہ اور عادت کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں سنتِ رسُول کا معنیٰ حسب ذیل ہے اور یہی جامع و مانع تعریف ہے۔

هِيَ طَرِيْقَةٌ اِخْتَارَهَا النَّبِيّ صلعم لِرَضَاءِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّؤْمَرَ بِهَا۔ هٰذا الباب العبارات المختلفة عند المحدّثين۔

یعنی سنتِ رسول مستودہ طریقہ ہے جس کو رسولِ اکرم صلعم نے خدا کی رضا کیلئے اختیار فرمایا سوا اس کے کہ خدا کی طرف سے ان کو اس کا پابند کر دیا گیا ہو مطلب یہ ہے کہ چونکہ پیغمبر رضا شناس خدا ہوتا ہے تو اس لئے خدا کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے رضا الٰہی کے لئے کسی طریق کو اختیار کر کے امت کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے۔ لہٰذا سنت کی ادائیگی کیلئے خدا کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہوتی بلکہ پیغمبر از خود اپنی خوشی سے کسی طریق کو خدا کی خوشنودی کیلئے انجام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے۔ خواہ یہ طریق قول ہو جیسے تسبیح و تحمید وغیرہ کے الفاظ یا کہ فعل ہو جیسے نماز سُنت۔ یا کہ تقریر ہو یعنی پیغمبر کے سامنے کوئی صحابی کوئی کام کرے تو پیغمبر اس کو پسند فرمائے جیسے تحیۃ الوضو کی دو رکعتیں حضرت بلال رضؓ نے ادا کیں تو رسول صلعم نے ان کو پسند فرمایا۔ اگر قولِ رسول ہو تو اس کو حدیثِ قولی کہا جاتا ہے اور اگر فعل ہو تو اس کو سنت فعلی یا حدیثِ فعلی کہا جاتا ہے۔ اور اگر تقریر ہو تو اس کو سنت تقریری یا حدیثِ تقریری کہا جاتا ہے۔ پس سنت کی تین قسمیں ہوتی ہیں، ایک سنت قولی دوسری سنت فعلی اور تیسری تقریری یا کہ اقوالِ رسول۔ افعالِ رسول اور احوالِ رسول۔ ہمارے محاورہ میں اس طرح کہا جائیگا جو کچھ پیغمبر نے اپنی طرف سے فرمایا اور جو کر کے دکھایا۔ اور جو آپ کے سامنے ہوا اور آپ نے اس پر سکوت فرمایا۔ یہ سنت ہے اور چونکہ پیغمبر رضا شناس خدا وحی کے ذریعے سے ہوتا ہے تو اس لئے سنت بھی فی الحقیقت منجانب اللہ ہی ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ فرض کی پابندی خدا کی طرف سے عائد ہوتی ہے۔ اور سنت کی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ لیکن پیغمبر رضائے الٰہی کے لئے جو کچھ بھی اپنی طرف سے کرتا ہے۔ اس کو خدا کی جانب سے بذریعہ وحی یہ بتا دیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کاموں سے میں راضی ہوتا ہوں ـــــ علامہ تفتازانی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب التلویح میں تقریباً یہی تعریف دوسرے الفاظ میں بیان کی ہے۔ جہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے کہ

وَالْمُرَادُ ھٰھُنَا مَا صَدَرَ عَنِ النَّبِيِّ غَيْرَ الْقُرْآنِ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ تَقْرِيْرٍ (التلویح جلد ۲ ص ۳) یعنی سنت سے مراد اس جگہ یہ ہے کہ قرآن کے سوا جو بھی پیغمبر سے صادر ہوا خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو۔ یا تقریر ہو۔ باقی جن حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ

فَهِيَ قَوْلُ النَّبِيِّ وَفِعْلُهٗ وَتَقْرِيْرُهٗ (ارشاد الفحول مطبوعہ مصر ص ۳۳)

یعنی پس وہ سنت پیغمبر کا قول ہے اور فعل ہے اور تقریر ہے تو ان حضرات نے سنت کی تقسیم کی ہے۔ تعریف نہیں کی کیونکہ اگر یہ تعریف ہو تو اس میں خود پیغمبر کے اپنے حق میں جو سنت ہے وہ داخل نہیں بلکہ صرف امت کیلئے جو سنت رسول ہے یہ عبارت اسی کا بیان ہے لیکن خود پیغمبر کے حق میں سنت کیا ہے۔ اس کا بیان نہیں لہٰذا اس کو تعریف نہیں کہہ سکتے کیونکہ تعریف تو وہ ہوا کرتی ہے جو سب قسموں کو شامل بھی ہو اور غیر سے امتیاز بھی کرے۔ اور جن حنفی علماء نے سنت کی تعریف یہ بیان کی ہے کہ مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ مَعَ التَّرْكِ اَحْيَانًا (شرح وقایہ ج ۱ ص ۶۸)

یعنی سنت وہ ہے جس پر پیغمبر نے ہمیشہ عمل کیا کبھی کبھی ترک کے ساتھ۔ پہلے تو اس میں قولی اور تقریری سنت داخل نہیں صرف فعلی سنت کی تعریف ہے۔ لہٰذا یہ غلط ہے۔ دوسرے خود فقہائے حنفیہ نے اس پر تنقید کی ہے کہ وہ کبھی کبھی ترک کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قید غلط ہے۔ اَنَّ الْمُوَاظَبَۃَ مُطْلَقًا دَلِیْلُ السُّنِّیَّتِ کَمَا اخْتَارَہٗ صَاحِبُ الْبَحْرِ وَغَیْرُہٗ (حاشیہ ہدایہ ج ۱ ص ۵۱ مصنفہ مولینا عبدالحی لکھنوی)

یعنی پیغمبر کا دوام کرنا مطلق دلیل ہے سنت ہونے کی اور یہی مختار ہے۔ صاحب بحر وغیرہ علمائے فقہائے احناف کا معلوم ہوا کہ صحیح تعریف سنت کی وہی ہے۔ جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ باقی سب ناقص ہیں یا تقسیم ہے تعریف نہیں تحقیق مطلب مسئلہ یہ ہے کہ جب سنت پیغمبر کا طریقہ ہے اور خدا کی وحی سے پیغمبر اس کو اختیار کرتا ہے تو کیا کسی غیر سنت کو سنت قرار دینا جائز ہے یا کہ ناجائز۔ اور اگر ناجائز ہے تو کیا یہ گناہ صغیرہ میں داخل ہے یا کہ کبیرہ میں۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ آج کل تراویح کے بارے میں اختلاف ہے کہ آٹھ رکعتیں سنت رسولؐ ہیں یا کہ بیس رکعتیں اور اگر آٹھ سنت ہیں تو بیس رکعت کو سنت قرار دینا کیسا ہے۔ عام طور پر علماء عوام کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ آٹھ اور بیس کا نزاع قابل توجہ نہیں کیونکہ بیس رکعتیں پڑھنے والے آخر کوئی گناہ تو نہیں کر رہے ہے کہ ان سے الجھا جائے۔ بلکہ نماز ہی پڑھتے ہیں جو کہ نیکی ہے اور اگر آٹھ ہی سنت ہوں تو بھی بیس پڑھنے والوں کو نزاع نہ کرنا چاہیئے، کیونکہ وہ نفل پڑھ لیتے ہیں۔ اس کا کیا حرج ہے۔ یہ مغالطہ اس لئے غلط ہے۔ کہ یہاں بحث عمل سے نہیں بلکہ سنت سے ہے کہ تراویح میں سنت کتنی رکعتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں تاکہ سنت کو غیر سنت سے ممیز کیا جائے اسلئے کہ یہ بات مطالعہ احادیث سے واضح ہوتی ہے کہ صحابۂ عظام اور آئمہ کرام غیر سنت کو سنت قرار دینے کے بارے میں بہت سخت تشدد استعمال فرماتے تھے اگر معاملہ ایسا ہی آسان ہوتا تو وہ اس قدر تشدد نہ کرتے کیونکہ نیکی کے کام میں تشدد کر کے اُس سے لوگوں کو روکنا تو جائز نہیں حقیقت یہ ہے کہ غیر سنت کو سُنت قرار دینا جرم عظیم ہے کیونکہ کسی چیز کو سنت قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کو پیغمبر کی طرف منسوب کیا جائے اور جو قول یا فعل یا تقریر پیغمبر سے ثابت نہیں اور کوئی شخص اس کو پیغمبر کی طرف منسوب کر کے پیغمبر کی سنت قرار دیتا ہے تو وہ فی الواقع پیغمبر پر افترا باندھتا ہے اور پیغمبر کی طرف کسی غیر سنت کو منسوب کرنا اور سنت قرار دینا حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے۔ کہ یہ جہنمیوں کا کام ہے اور ایسا شخص جہنمی ہے جو کوئی ایسی چیز پیغمبر کی طرف منسوب کرے جو فی الواقع پیغمبر کی سنت نہیں۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۵)

یہ بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو کوئی بھی قصداً مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنی منزل آگ میں بنا رہا ہے یا کہ بنالے اور اس میں عموم ہے خواہ کسی فعل کی نسبت کی جائے یا کسی قول کی یا کہ کسی تقریر کی سب صورتوں میں یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہِ کبیرہ ہے نعوذ باللہ۔ اب آپ اس حدیث کی روشنی میں غور کریں کہ اگر فی الواقع تراویح آٹھ رکعت ہی سنت نبوی ہے اور یہی حقیقت بھی ہے تو پھر جو لوگ بیس رکعت سنت سمجھ کر پڑھ رہے ہیں، کیا وہ بیس رکعت سنت ہونے کی نسبت حضور اکرمؐ کی طرف جھوٹی نہیں کر رہے یقیناً وہ بیس رکعت کی جھوٹی نسبت پیغمبر کی جانب کر رہے ہیں اور اس طرح حضور اکرمؐ پر جھوٹ بول رہے ہیں اور حضورؐ پر جھوٹ بولنا ہی تو جہنمی کا کام ہے۔ اور جو بھی بیس رکعت کو سنت کہتا ہے وہ بالضرور پیغمبر کی طرف جھوٹی بات منسوب کر رہا ہے اور اپنے آپ کو جہنمی بنا رہا ہے کیونکہ پیغمبر پر جھوٹ بولنا درحقیقت خدا پر جھوٹ بولنا ہے۔ کیوں کہ قرآن کا ارشاد ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (سورۃ النجم آیت ۳، ۴) یعنی پیغمبر اپنی مرضی سے بات نہیں کرتا بلکہ خدا کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ دین کی سب باتیں خدا کی وحی ہوتی ہیں تو جب ہم بیس رکعت کو پیغمبر کی سنت کہتے ہیں جو فی الواقع سنت نہیں تو ہم ایک تو پیغمبر پر جھوٹ کا افترا باندھتے ہیں اور دوسرے ہم سنت کہہ کر خدا پر بھی جھوٹ بولتے ہیں، اور قرآن مجید کا ارشاد ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا" (سورہ یونس آیت ۱۷) یعنی اس سے بڑا ظالم کون ہے جو کہ اللہ پر جھوٹ کا باندھتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ کسی غیر سنت کو سنت قرار دینا اللہ پر بھی افترا ہے اور رسولؐ پر بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افترا۔ اور افترا پردازی تو ویسے بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ لیکن جب خدا اور پیغمبر پر افترا پردازی ہو تو اس سے بڑھ کر اور کون سا جرم ہو سکتا ہے۔ جب فی الواقع آٹھ رکعت ہی سنت ہے اور ہم کہتے ہیں کہ بیس رکعت سنت ہے تو ہم رکعتوں کو جو کہ آٹھ سے زائد ہیں پیغمبر کی طرف منسوب کر کے جرم عظیم کرتے ہیں۔ ویسے نفل نماز پڑھ لینا اور چیز ہے اور کسی خاص عدد کو پیغمبر کی سنت قرار دینا اور چیز ہے۔ نفل نماز تو کوئی جتنی چاہے پڑھ سکتا ہے۔ خواہ سو رکعت ہی پڑھے۔ لیکن پیغمبرؐ کی سنت ایک رکعت کو بھی قرار دینا اور ایک رکعت کو بھی سنت سمجھنا یہ گناہ کبیرہ ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ سنت صرف آٹھ رکعت کو قرار دو جو کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے باقی غیر سنت سمجھ کر خواہ بیس پڑھو اور خواہ ایک سو۔ اس میں کوئی حرج نہیں مگر غیر سنت کو سنت قرار نہ دو۔ اور یہ بیس رکعت کو سنت قرار دے کر پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ نمک مرچ سالن کیلئے بڑھی اچھی ہے بلکہ ضروری ہے۔ لیکن ایک سیر گوشت پکانا ہے تو اس میں اتنی ہی مرچیں اور نمک ڈالو جتنی مناسب مقدار میں ہوں اور اگر آپ ایک سیر گوشت میں دو سیر مرچیں اور تین سیر نمک ڈال دیں تو کیا وہ سالن کھانے کے قابل رہے گا اور اگر آپ یہ دلیل پیش کریں کہ نمک و مرچ ہانڈی کیلئے اچھی چیز ہے۔ اس لئے اچھی چیز جتنی زیادہ ہو تو اچھا ہے تو ہر عقلمند آپ کو احمق قرار دے گا۔ اسی طرح جہاں آٹھ رکعتیں اچھی چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ وہاں بارہ کا اور اضافہ کردیں اور کہیں کہ اچھائی جتنی زیادہ ہو اچھا ہے۔ تو دانانِ شریعت حقہ کے نزدیک آپ بھی احمق قرار پائیں گے۔ خصوصاً جبکہ آپ اس زیادتی کو خدا اور رسولؐ کی طرف منسوب کریں تو آپ خدا اور رسولؐ کی توہین کر رہے ہیں، اسلئے یہ اکبر الکبائر میں سے ہے۔ الغرض غیر سنت کو سنت قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیئے۔

حقیقتِ تراویح احادیث کے آئینے میں

حضورِ اکرم صلعم مکّی زندگی میں اور اس کے بعد مدنی زندگی میں نمازِ تہجد اپنے گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دیتے رہے۔ اس لئے کہ تہجد بھی دوسری سنتوں کی طرح بغیر جماعت کے پڑھی جاتی تھی، البتہ ابتدائی دورِ نبوت میں صرف ایک سال تک تہجد فرض رہی۔ اور اس دور میں باجماعت ادا ہوتی رہی لیکن ایک سال بعد فرضیت منسوخ ہوگئی تو جماعت بھی ضروری نہ رہی اور بغیر جماعت تہجد بھی دوسری ان نمازوں کی طرح جو سنت ہیں، گھروں میں پڑھنا افضل قرار پایا مگر ۲ھ میں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے اور ماہِ رمضان نزولِ قرآن کی سالگرہ قرار پایا تو حضورِ اکرم صلعم اور صحابۂ کرام زیادہ سے زیادہ قرآن نمازِ تہجد میں پڑھنے لگے اور سحری کے وقت کھانے کے ساتھ تہجد پڑھنا مشکل تھا، تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے عشاء کی فرض نماز کے بعد اور سو جانے سے پہلے ہی تہجد کی نماز خود بھی ادا کرنا شروع فرما دی۔ اور صحابہ کو بھی اسی وقت تہجد ادا کرنے کی اجازت دے دی اور لوگ زیادہ تر مسجد ہی میں تہجد ادا کرنے لگے۔ خصوصاً جب اعتکاف بیٹھتے تو آپؐ بھی اور صحابہؓ بھی مسجد میں عشا کے بعد تہجد ادا کر لیتے اور بغیر جماعت کے ہی ادا کرتے گو عام سنتوں کی طرح تہجد میں بھی جماعت بہتر قرار پائی مگر ضروری نہیں اس لئے بغیر جماعت کے ہی تہجد ادا ہونے لگے اور عشا کے بعد ہی ادا ہونے لگے اور زیادہ سے زیادہ قرآن تہجدوں میں پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد کسی ایک سال حضور اکرم صلعم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھے اور مسجد کے ایک کونے میں خیمہ لگا کر ایک حجرہ کی صورت بنا لی، اور اس کے اندر ہی تہجد ادا کرنے لگے۔ جب رمضان کی تیئسویں رات ہوئی تو آپؐ نے خیمہ سے باہر مسجد میں تہجد شروع فرمائی۔ اور صحابہ نے آپؐ کے پیچھے اقتدا میں نماز شروع کر دی اور آپؐ نے اتنا زیادہ قرآن پڑھا، کہ تیسرا حصہ رات گذر گئی تو پھر نماز ختم فرمائی۔ پھر چوبیسویں کو آپؐ نے خیمہ کے اندر ہی نماز ادا فرمائی اور پچیسویں کو پھر باہر مسجد میں ادا فرمائی اور لوگوں نے حسب سابق آپؐ کی اقتدا کی اور آپؐ نے پہلی رات سے بھی طویل تلاوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی اور تقریباً نصف رات گذر گئی تو نماز ختم ہوئی۔ پھر چھبیسویں کی رات کو بھی باہر تشریف نہ لائے اور خیمہ کے اندر ہی نماز پڑھی اور جب ستائیسویں ہوئی تو آپؐ نے اعلان فرمایا کہ آج میری اقتدا میں نماز پڑھنا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسجد کھچا کھچ بھر گئی۔ مرد عورتیں۔ بوڑھے۔ جوان اور بچے سب جوق در جوق مسجد میں حاضر ہو گئے۔ کیونکہ پہلی دو راتوں میں تو لوگ اپنی مرضی سے آپؐ کی اقتدا میں نماز باجماعت میں شامل ہوئے تھے۔ آپؐ نے حکم تو نہیں دیا تھا لیکن ستائیسویں رات کو تو آنحضرتؐ نے حکم فرما کر کھلی اجازت فرما دی تھی۔ اس لئے لوگ بڑی خوشی سے شریکِ جماعت ہوئے اور آپؐ نے بھی اس رات اس قدر استغراق سے قرآن سنایا کہ صحابہ نے بمشکل ہی فارغ ہو کر سحری تناول فرمائی۔ اس کے بعد اٹھائیسویں رات کو آپؐ نے پھر خیمہ میں ہی نماز ادا فرمائی اور صحابہ نے بھی انتظار نہ کیا، اس لئے آپؐ طاق طاق راتوں میں ہی مسجد میں باہر آکر نماز ادا فرماتے تھے نہ کہ جفت راتوں میں اور اٹھائیسویں جفت رات تھی اور حضورؐ کا عام ارشاد ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں سے صرف طاق راتوں میں ہی ہوا کرتی ہے اور ہمیشہ تا قیامت اسی طرح آخری عشرہ کی راتوں میں ہی ہوا کرے گی۔ بنا بریں جب انتیسویں رات ہوئی تو صحابہ پھر حسب سابق عشاء کے بعد مسجد میں جمع ہوئے اور آنحضرتؐ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انتظار کرنے لگے جب دیر ہوگئی تو وہ بلند آواز میں تسبیحیں پڑھیں۔ کھنگورے مارے۔ بلکہ بعض نے دروازے پر کنکریاں پھینکیں۔ مگر آپؐ تشریف نہ لائے، بالآخر مجبور ہو کر صحابہ اپنی اپنی نماز پڑھ کر گھروں کو لوٹ گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے نماز فجر کے بعد فرمایا کہ مجھے رات تمہارے جمع ہونے کا علم ہوگیا تھا اور تمہاری تسبیحیں کھنگورے بھی سن لئے تھے، مگر میں قصداً باہر نہیں آیا۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور پھر تم ادا نہ کر سکو اور گنہگار ہو۔ اس کے بعد حضورؐ کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں اور پھر حضرت عمرؓ کے ابتدائی سالوں میں کبھی باجماعت یہ نماز ادا نہ ہوئی۔ دیکھو بخاری ج ۱ ص ۱۵۲ و ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۳۹

یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ پہلی دو راتوں میں حضور اکرمؐ نے صحابہ کرام کو بہ جماعت نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا مگر جب صحابہ اپنی مرضی سے جماعت بن کر آپؐ کی اقتدا کرنے لگے تو آپؐ نے اس طرز عمل کو پسند فرمایا۔ اس حیثیت سے یہ جماعت سنت تقریری ہوئی۔ مگر تیسری رات آنحضرتؐ نے خود باجماعت نماز ادا کرنے کا اعلان فرمایا اور پھر اعلان کے مطابق ہی باجماعت پڑھائی۔ اس حیثیت سے جماعت سنت فعلی قرار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائی۔ بلکہ اعلان کے حیثیت سے تو یہ سنت قولی بھی ثابت ہو گئی۔ اس لیئے رمضان کی راتوں میں عشاء کے بعد جو تہجد کی نماز ادا ہوتی ہے جس کو ہم لوگ تراویح کہتے ہیں اس میں جماعت سنت نبوی ہے۔ حضورؐ اکرم نے اس کے بعد باجماعت نہ پڑھانے کی وجہ خطرۂ فرضیت قرار دی اور جب آنحضرتؐ کے وصال کے بعد یہ خطرہ نہ رہا تو جماعت کی سنت بغیر کسی شک وشبہ کے قابلِ عمل بن گئی۔ مطلب یہ کہ جماعت کی سنیت تو ان تین راتوں میں ثابت ہو گئی تھی، وہ ختم نہیں ہوئی تھی کیونکہ پیغمبرؐ نے اس کو منسوخ نہیں فرمایا بلکہ صرف عمل ترک فرمایا۔ ایک مانع کی وجہ سے جب مانع نہ رہا تو پھر عمل کرنا بھی سنت ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ کئی اچھے کاموں پر ہمیشہ عمل کرنا پسند کرتے تھے لیکن پھر اس خطرہ سے کہ لوگ آپؐ کے اتباع میں عمل شروع کر دیں گے تو اس کی وجہ سے وہ فرض کر دیئے جائیں گے۔ آپؐ قصداً عمل کرنا چھوڑ دیتے تھے۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۵۱ گویا ام المؤمنین نے پیغمبرؐ کے عمل کے بارے میں ایک عام قاعدہ بیان فرمایا ہے۔ اور اس قاعدہ کے تحت نماز تراویح کی جماعت کا عمل بھی آگیا۔ یہ واقعہ کس سال کا ہے۔ کسی صحیح حدیث میں سال کا بیان نہیں ملا مگر تاریخی قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ چوتھے سال ہجرت کے بعد پیش آیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد پیغمبرؐ نے چھ سال کے عرصہ میں جماعت تراویح نہیں کرائی۔ اور پھر حضرت ابوبکرؓ کا دورِ خلافت بھی اسی طرح گذر گیا، اور پھر حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت آیا تو ابتدائی دو سال بھی ایسے ہی لوگ علیٰحدہ علیٰحدہ نماز تراویح پڑھتے رہے، کوئی گھر میں پڑھ لیتا اور کوئی مسجد میں۔ مگر مسجد میں اکثر پڑھتے رہے۔ تیسرا سال تھا۔ خلافت عمرؓ کا کہ ایک رات حضرت عمرؓ گشت پر نکلے تو مسجد میں لوگ نماز تراویح پڑھ رہے تھے۔ کیونکہ یہ ماہِ رمضان تھا اور دیکھا کہ کوئی مسجد کے کسی کونے میں تنہا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی دوسرے کونے میں اور کسی ایک کی اقتدا میں دو چار آدمیوں کی جماعت ہے اور دوسرے کی اقتدا میں پندرہ بیس آدمی نماز پڑھ رہے ہیں۔ غرضیکہ بے نظمی اور افتراق کا ایک عجیب منظر ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا کہ اگر ان سب نمازیوں کو کسی ایک امام پر جمع کر دیا جائے تو بہت اچھا رہے گا۔ کیونکہ اب پیغمبرؐ کا وصال ہو چکا ہے۔ فرض ہونے کا کوئی خطرہ نہیں دوسرے دن حضرت عمرؓ نے صحابۂ کرام کے باہمی مشورہ سے جماعت کا مسئلہ طے کر کے حضرت تمیم داریؓ اور حضرت اُبیؓ بن کعب کو امام مقرر کر کے باری باری جماعت کرانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد آپ جب دوسری رات گشت پر تشریف لے گئے تو سب لوگوں کو ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کرتے دیکھا تو فرطِ مسرت سے اپنے ساتھ والے ساتھیوں سے فرمایا :۔

نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یعنی یہ بڑی اچھی جدت ہے [1]

لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا :۔

وَالَّتِیْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ بِهَا

یعنی سحری کے وقت نماز پڑھنا اس سے زیادہ بہتر ہے۔ رواہ البخاری والبیہقی فی السنن والمالک فی المؤطا وسعید بن منصور فی سنتہ وابن ابی شیبہ فی مصنفہ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۳۹ زرقانی شرح مؤطا امام مالک جلد ۱ ص ۲۳۸۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ اور حضرت حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں بھی ایسے ہی باجماعت ادا ہوتی رہی مگر کسی خلیفہ نے خود تراویح کی جماعت نہیں فرمائی بلکہ کسی قاری کو امام مقرر کر دیتے تھے۔ اور خود بھی کسی خلیفہ نے عشاء کے وقت باجماعت تراویح نہیں پڑھی بلکہ

---

[1] اس جگہ بدعت کے لغوی معنی مراد ہیں یعنی جدت نہ کہ اصلاحی۔ جو کہ گمراہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمرؓ والے فیصلہ کے مطابق سحری کو ادا کرتے رہے۔ کیونکہ خلفائے راشدین خود حفاظ قرآن تھے اور تراویح سے مقصد قرآن پڑھنا یا سن لینا ہے تو حضرات خلفائے راشدین خود تلاوت قرآن کر لیتے تھے۔ اور اسی کو افضل سمجھتے تھے اور یہی افضل بھی ہے۔ کتب احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ فتح الباری مصنفہ ابن حجر تحفۃ الاحوذی مصنفہ علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری اور آثار السنن مصنفہ علامہ نیموی حنفی میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اس کے علاوہ سنن بیہقی جلد ۲ ص ۲۹۶ اور ص ۲۹۷ میں بھی یہی روایات مذکور ہیں۔

اس کے بعد بھی تقریباً پچیس تیس سال تک جماعت تراویح حکومت کی نگرانی میں ہوتی رہی مگر عبدالملک اموی کے بعد بتدریج حکومت اس انتظام سے دست بردار ہوتی گئی اور کچھ سالوں کے بعد حکومت بالکل دست کش ہو گئی اور یہ کام امت کے اپنے انتظام میں آ گیا اور لوگ علماء کے فتووں کی روشنی میں خود ہی کسی حافظ قرآن کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھ لیتے تھے تا آنکہ ہمارا زمانہ آ گیا۔ ظاہر بات ہے کہ حکومت کی نگرانی اُٹھ جانے کے بعد اس میں کئی تغیر واقع ہوتے رہے اور معاملہ کی اصل صورت کچھ سے کچھ بن گئی۔ ان ہی تبدیلیوں میں سے ایک تبدیلی نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تراویح کی رکعتوں میں واقع ہوئی۔ اب ہم اصل حقیقت پیش کر کے اس تغیر کی نشان دہی کرتے ہیں۔

رکعاتِ تراویح احادیث کی روشنی میں!

ہمارے حنفی علماء سمجھتے ہیں کہ نمازِ تراویح نمازِ تہجد سے جدا کوئی نماز ہے جو کہ بیس رکعت ہے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضورؐ نے تین ایام میں جو نمازِ تراویح باجماعت پڑھائی تھی کسی صحیح حدیث سے اس کی رکعتوں کا پتہ نہیں کہ کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں اور یہ دعویٰ بھی کہ تینوں خلفائے راشدین یعنی عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کی سنت بیس رکعت تراویح ہے اور عوام غریب سمجھتے ہیں کہ علمائے کرام صحیح باتیں بتا رہے ہیں اور ہمیں خلفائے راشدین کی سنت پر چلا رہے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ نمازِ تراویح نمازِ تہجد ہی ہے اور صرف آٹھ رکعتیں سنت ہیں جو کہ یہ لوگ خلفائے راشدین کی سنت کو نہیں مانتے اور خلفائے راشدین کی سنت کے منکر ہیں۔ اب آپ احادیث صحیحہ ملاحظہ فرمائیے کہ حقیقت کیا ہے اور کون سچا ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ حضورؐ کی تین روزہ تراویح کی رکعتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی پتہ نہیں ۔

پہلی حدیث:۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمُقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلْمَۃَ بْنِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَئَلَ عَائِشَۃَ کَیْفَ کَانَ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعاً فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثاً

(البخاری ج ۱ ص ۱۵۴)

(ترجمہ) یہ ہے کہ سعید بن ابی سعید المقبری کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو سلمۃ بن عبدالرحمٰن نے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی ۔ ماہ رمضان میں تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں زیادتی کیا کرتے تھے نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں ۔ گیارہ رکعتوں سے چار رکعتیں پڑھتے تھے تو ان کے حسن اور طوالت کا نہ پوچھ اور پھر چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے تو ان کا حسن اور ان کی لمبائی نہ پوچھ اور پھر تین رکعتیں پڑھا کرتے تھے یعنی وتر ۔ حدیث طویل ہے ۔ اس کا پہلا حصہ نقل کیا ہے جو کہ مطلوب ہے ۔ پہلے سائل کے سوال پر غور کریں تو پوری عبارت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں، اول یہ کہ سائل پیغمبرؐ کی ماہ رمضان کی نماز کے بارے میں سوال کر رہا ہے کیونکہ سوال میں فِي رَمَضَانَ کا جملہ موجود ہے تو ثابت ہوا کہ ماہ رمضان کی کوئی نماز پوچھ رہا ہے۔ دوسری یہ بات کہ ماہ رمضان کی راتوں کی نماز پوچھ رہا ہے نہ کہ دن کی کیونکہ جواب میں اُم المؤمنین راتوں کی نماز بتا رہی ہیں۔ تیسری یہ بات کہ سائل راتوں کی فرض نماز نہیں پوچھ رہا بلکہ صرف سنت نماز پوچھ رہا ہے کیونکہ ام المؤمنین جواب میں صرف سنت نماز ذکر کر رہی ہیں تو ثابت ہوا کہ اس کا سوال، فرضوں کے بارے نہیں تھا بلکہ سنتوں کے بارے میں تھا۔ اب سوال کی پوری عبارت یہ ہوگی کہ رسول اللہؐ کی سنت کیسے ہوتی تھی۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ خواہ رمضان ہو یا کہ غیر رمضان رسول اللہؐ راتوں کی سنت نماز آٹھ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ محدثین نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ جہاں کلمہ کانَ آجائے وہاں کلمہ کان استمرار کیلئے ہوا کرتا ہے اور اس سے مراد حضورؐ اکرم کی عادت کا بیان ہوتا ہے۔ حدیث مذکور میں مطلب یہ ہوا کہ حضورؐ کی عادت کا بیان ہوتا ہے۔ حدیث مذکور میں مطلب یہ ہوا کہ حضورؐ کی عادت ہی ہمیشہ صرف آٹھ رکعتیں نماز سنت راتوں کو پڑھنے کی تھی۔ آٹھ سے زیادہ کی عادت ہی نہ تھی۔ یعنی کم تو کبھی کبھی پڑھ لیتے مگر زیادہ کبھی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ آٹھ سے زیادہ پڑھنا پیغمبرؐ کی عادت ہی نہ تھی اور صرف آٹھ رکعتیں پڑھنا دائمی عادت تھی یہ وتروں کے علاوہ ہے۔ اس سوال کے جواب سے تین امور ثابت ہوئے اور اگر غور کیا جائے تو ان کے تینوں کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ وہ یہ ہیں۔

اوّلاً یہ کہ اس حدیث میں نماز تراویح کی رکعتوں کا بیان ہے کیونکہ سائل ماہ رمضان کی رات کی سنت نماز سے سوال کر رہا ہے۔ تو رمضان کی رات کی سنت نماز تراویح کے علاوہ کوئی بھی نہیں خوب سمجھ لینا کہ رمضان کی رات کی سنت نماز تراویح ہی ہے اور کوئی نہیں۔

ثانیاً یہ کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔ علیحدہ علیحدہ دو نہیں کیونکہ ام المؤمنین رسولؐ اللہ کی راتوں کی سنت نماز سارے سال کی بیان کر رہی ہیں کہ سارے سال رسولؐ اللہ رات کو صرف آٹھ رکعت سنت نماز پڑھا کرتے تھے تو رات کی سنت نماز ہی تہجد کہلاتی ہے سال بھر کی راتوں کی سنت نماز تہجدوں کے علاوہ اور کون سی ہو سکتی ہے۔ جب کوئی دوسری نہیں صرف تہجد ہے تو یہی رسولؐ اللہ رمضان میں بھی پڑھتے ہیں اور غیر رمضان میں بھی تو یہی تراویح ہوئی اور یہی تہجد ہوئی کیونکہ حضورؐ اکرم نے کسی ماہ رمضان میں رات کے وقت ان آٹھ رکعتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ کوئی دوسری سنت نماز نہیں پڑھی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تہجد اور ہے اور تراویح اور۔ وہ مغالطہ دیتے ہیں، ورنہ پیغمبرؐ نے کبھی ماہ رمضان میں رات کو تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ دو نمازیں نہیں پڑھیں۔ علامہ انور شاہ باوجودیکہ مسلکاً حنفی تھے فرماتے ہیں :۔

وَلَمْ یَثْبُتْ فِیْ رِوَایَۃٍ مِّنَ الرِّوَایَاتِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلّٰی فِیْ رَمَضَانَ التَّھَجُّدَ وَالتَّرَاوِیْحَ عَلَیْحِدَۃً۔ العرف الشذی ص ۱۴۹

یعنی کسی روائت میں یہ بات ثابت نہیں کہ پیغمبرؐ نے ماہِ رمضان میں تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ پڑھی ہوں۔

ثالثاً یہ کہ پیغمبرؐ نے جن تین راتوں میں نماز تراویح باجماعت پڑھائی تھی تو آپؐ نے صرف آٹھ رکعت ہی نماز پڑھائی تھی، کیونکہ ام المؤمنین رسول اللہ کی عادت مستمرہ بیان فرما رہی ہیں کہ آپؐ کی ہمیشہ عادت ہی صرف آٹھ رکعت پڑھنا تھی تو ہمیشہ میں یہ تین راتیں بھی آ گئیں۔ اگر ان میں تین راتیں بھی آ گئیں اگر ان تین راتوں میں آپؐ نے آٹھ سے زائد پڑھائی ہوتی تو ام المؤمنین جہاں دائمی عادت بیان کر رہی ہیں وہاں ان تین راتوں کو مستثنیٰ کرتیں تاکہ کسی کو کوئی مغالطہ نہ لگے۔ مگر عام عادت کا بیان کرنا اور تین راتوں کا مستثناء نہ کرنا واضح کرتا ہے کہ ام المؤمنین اور باقی صحابہ کے نزدیک یہ بات یقینی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعی تھی کہ رسول اللہ نے ان تین راتوں میں صرف آٹھ رکعتیں پڑھائی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو صحابہ کرام ان تین راتوں کی نماز تراویح باجماعت کا ذکر کرتے ہیں وہ ساتھ یہ نہیں بتلاتے کہ کتنی رکعتیں باجماعت پڑھائی تھیں کیونکہ اس وقت تک سینکڑوں بلکہ ہزاروں شاہد اس واقعہ کے موجود تھے کہ رسول اللہ نے ان کو آٹھ رکعت نماز تراویح باجماعت پڑھائی ہے اگر اس دور میں کسی کو آٹھ رکعت میں ذرہ بھی شبہ ہوتا تو پہلے یہی حضرات تین راتوں کے واقعہ میں ہی رکعتوں کی تعداد بیان کرتے اور دوسرے جب ام المؤمنین کھلے طور پر پیغمبرؐ کی عادت آٹھ رکعت بیان فرما رہی تھیں۔ تو ان صحابہ کرام کو ام المؤمنین پر تنقید کرنی چاہیئے تھی یا کم از کم ام المؤمنین سے یہ پوچھ ہی لیتے کہ حضور اکرمؐ نے تین راتوں میں تو آٹھ سے زائد پڑھائی ہے تو آپ یہ عادت مستمرہ کیسے بیان فرما رہی ہیں لیکن احادیث کا پورا ذخیرہ اس کا شاہد ہے کہ ام المؤمنین ڈنکے کی چوٹ سے آٹھ رکعتوں سے زائد کی تردید فرما رہی ہیں۔ اور کوئی بھی آپ کی اس تردید پر نہیں بولتا خصوصاً وہ صحابہ جنہوں نے حضورؐ کے پیچھے تراویح باجماعت تین رات پڑھی وہ بھی خاموش رہتے ہیں یہ بیّن دلیل ہے۔ اس بات کی کہ تراویح کی صرف آٹھ رکعتیں ہی سنت رسولؐ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفی علماء میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو محدث تھے وہ سب صرف آٹھ رکعتوں کو ہی سنت رسولؐ مانتے تھے، جیسے ابن ہمام علامہ عینیؒ علامہ زیلعی اور انور شاہ وغیرہ جن کے حوالجات آگے آ رہے ہیں کیونکہ اس حدیث سے یہی ثابت ہے۔

دوسری حدیث: عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَکَعَاتٍ وَاَوْتَرَ۔ (صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان بحوالہ عمدۃ القاری شرح بخاری مصنفہ بدر الدین العینی الحنفی جلد ۳ صفحہ ۵۹۷)

ترجمہ یہ ہے کہ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ہم کو نماز پڑھائی ماہ رمضان میں آٹھ رکعت اور وتر بھی۔ حضرت جابرؓ نے رسول اللہؐ کے پیچھے ان تین راتوں میں نماز تراویح باجماعت پڑھی تھی۔ لہٰذا آپ رسول اللہؐ کی نماز تراویح کے عینی شاہدوں میں سے ہیں، ان کی حدیث اس حیثیت سے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد ہے حضرت جابرؓ کا بیان بھی یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے ہم کو نماز آٹھ رکعت رمضان میں پڑھائی تھی تو یہ درحقیقت ان تین راتوں کی نماز تراویح کا بیان ہے۔ گویہ حدیث اس درجہ کی اونچی نہیں جیسی حضرت عائشہؓ کی ہے۔ مگر چونکہ بخاری کی صحیح حدیث نے اس کی تائید کردی ہے لہٰذا یہ محدثین کے نزدیک بلند مرتبہ کی حجت شمار ہوتی ہے کیونکہ اس میں وہی بیان ہے جو عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری حدیث:- عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَذَکَرَ اَنَّہٗ اَمَّ نِسَآءَ دَارِہٖ فِیْ لَیْلَۃِ رَمَضَانَ فَقَالَ فَصَلَّیْتُ بِھِنَّ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ وَّ اَوْتَرْتُ۔

(تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۴)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ آج رات میں نے ایک عجیب کام کیا ہے وہ یہ کہ گھر کی عورتوں نے کہا کہ ہمیں زیادہ قرآن یاد نہیں لہٰذا ہم تیری اقتدا میں نماز تراویح پڑھیں گی چنانچہ میں نے ان کو آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور وتر بھی پڑھائے تو رسول اللہ خاموش رہے ہم نے اس قصہ کی پوری حقیقت نقل نہیں کی بلکہ صرف مطلب کی عبارت نقل کر دی ہے۔ اس میں سنت تقریری کا بیان ہے کہ ایک صحابی آٹھ رکعت نماز تراویح پڑھاتا ہے اور پیغمبرؐ اس کو قبول فرماتے ہیں رد نہیں فرماتے۔ محدث ابو یعلیٰ نے اس روایت کو اپنی کتاب مسند میں ذکر کیا ہے اور ابن سلیمان ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس کو ذکر کرکے فرمایا وہ اسنادہٗ حسن یعنی اس کی اسناد اچھی ہے تفصیل کے لئے تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ۲ ص ۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی حدیث

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمَ الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةٍ

تحفۃ الاحوذی جلد ۲ ص ۷۴، و مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۱۵۔ رواہ مالک والبیہقی۔ وابن ابی شیبۃ وسعید بن منصور۔

ترجمہ یہ ہے۔ سائب بن یزید سے روایت کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ رمضان میں لوگوں کو قیام کرائیں۔ گیارہ کا یعنی آٹھ تراویح اور تین وتر۔ اور یہ امیر المومنین کا حکم ہے اور یہی سنت خلفائے راشدین کی ہے۔

یہ احادیث تو رمضان کے بارے میں ہیں۔ باقی مطلق تہجد کے متعلق اب ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت اعرجؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ آٹھ رکعت تہجد پڑھا کرتے تھے۔ رواہ مالک مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۱۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ رات کو آٹھ رکعت سنت پڑھتے تھے۔ رواہ البخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و مسلم مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۱۸ ۔ حضرت عائشہ رضہ سے روائیت کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ رات کو گیارہ رکعت مع وتر کے پڑھتے تھے رواہ مسلم مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۳۳ حضرت عائشہ رضہ سے روائیت ہے کہ حضور کی نماز گیارہ رکعت ہوتی تھی رات میں ۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۵۱

حضرت عائشہ رضہ سے روائیت ہے کہ حضور گیارہ رکعت رات کو پڑھتے تھے اور یہی آپ کی نماز ہوتی تھی ۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۵۱ ۔

حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں ۔ حضور نے عشاء کے بعد آٹھ رکعت نماز پڑھی ۔ آخری دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھیں ۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۵۵ ۔ حضرت خدیجہ رضہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے رات کو نماز تہجد چار رکعت پڑھی ۔ رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۲۱ عبداللہ بن عباس رضہ فرماتے ہیں کہ حضور نے رکعت نماز پڑھ کر پھر وتر پڑھے تین رکعت رواہ مسلم ۔ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۱۸ ۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز تہجد کا نام احادیث میں تہجد بھی ہے ۔ صلوٰۃ لیل بھی ۔ قیام اللیل بھی ۔ قیام رمضان بھی اور وتر بھی ۔ مگر تراویح نام احادیث میں نہیں ۔ یہ نام حضرت علی کے دور خلافت سے شروع ہوا ہے ۔ اس سے پہلے وہی پانچ نام ملتے ہیں ۔ ان احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تہجد اکثر تو رسول اللہ آٹھ رکعت پڑھتے تھے اور کبھی کبھار چار یا چھ بھی مگر آٹھ سے زیادہ کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پڑھے۔

سوال :۔ بعض حنفی علماء کہتے ہیں کہ نماز تہجد تو وتروں سمیت تیرہ رکعت بھی ثابت ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ دس رکعت تہجد اور تین رکعت وتر۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روائیت بخاری اور مسلم میں اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ الجہنی کی روایت مسلم نے روایت کی۔ بحوالہ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۴۲ اور صرف ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روائیت ہی کافی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روائیت بھی تیرہ رکعت کی موجود ہے۔ جیسا کہ، بخاری جلد ۱ ص ۱۵۶ میں موجود ہے۔

جواب :۔ یہ ہے کہ یہ حدیث بے شک صحیح حدیث ہے لیکن اس کا جو مطلب حنفی بیان کرتے ہیں کہ دس رکعت تہجد اور تین وتر تھے یہ ان کی عقلی بات ہے۔ اس کا ثبوت کسی حدیث سے نہیں ملتا اور صحیح حدیث سے اس کا مطلب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ رات کو تیرہ رکعت اس طرح پڑھتے تھے کہ آٹھ رکعت تہجد پڑھتے تھے اور پھر پانچ رکعت وتر ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھتے تھے اور ان پانچ رکعت میں صرف آخری رکعت کے بعد بیٹھتے تھے۔ رواہ البخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال : وتروں کے بغیر بارہ رکعتوں کی روایت بھی موجود ہے جیسا کہ اعرج سے روایت امام مالک نے نقل کی ہے مشکوٰۃ ج ا ص ۲۴۲۔ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے امام بخاری نے نقل کی ہے۔ بخاری ج ا ص ۱۵۳۔ ان سے تو بارہ رکعت علیحدہ ثابت ہیں۔

جواب : حنفی حضرات یہاں بھی اپنی عقل سے اختراع کرتے ہیں، حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ بارہ رکعت تہجد رسول اللہ پڑھتے تھے حدیث سے جو بات ثابت ہے۔ اس کا ملاحظہ فرمائیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے مع وتر اور صبح کی دو رکعت سمیت بخاری ج ا ص ۱۵۳۔ یہاں صبح کی دو رکعتوں کو بھی رات کی نماز میں شمار کیا ہے۔ اب آپ عشاء کی جماعت سے صبح کی جماعت پیغمبر کی نماز شمار کیجئے دو رکعت عشاء کے بعد والے سنت اور آٹھ رکعت تہجد اور دو رکعت صبح کی سنتیں۔ اس طرح حدیث سے بارہ رکعت یوں ثابت ہیں۔

سوال : حنفی حضرات کہتے ہیں کہ دس رکعت تہجد کی حدیث بھی موجود ہے جیسا کہ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ دس رکعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وتر بھی رات کو پڑھا کرتے تھے۔ رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳۳۔

جواب :۔ یہ حنفیوں کی اختراع ہے ورنہ جہاں بھی دس رکعتوں کا ذکر ہے وہاں عشاء کی جماعت کے بعد ساری رات کی نماز کا ذکر ہے صرف تہجد کا ذکر نہیں۔ لہٰذا دس رکعت عشاء کے بعد کی دو سنتوں سمیت بنتی ہے۔ یعنی دو رکعتیں عشاء کی سنتیں اور آٹھ رکعتیں تہجد۔ دیکھو تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۴۔

بیس رکعتوں کی حقیقت محدثانہ نقطۂ نظر سے

عام طور پر حنفی علماء بیس رکعت پیغمبرؐ کی سنت کہتے ہیں اور دلیل میں عبداللہ بن عباس رضؓ کی روائیت پیش کرتے ہیں جس کو مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی میں ذکر کیا گیا ہے روائیت کے الفاظ یہ ہیں :۔

كَانَ النَّبِيُّ يُصَلِّي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ (سنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

ترجمہ یہ ہے کہ نبیؐ اکرم ماہ رمضان میں بغیر جماعت کے بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے حالانکہ سب آئمہ حدیث نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس کی اسناد میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الکوفی راوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالاتفاق ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں کہ اسنادہ ضعیف فتح الباری ج ۴ صـ۲۵۴ ۔ بدر الدین العینی حنفی فرماتے ہیں کہ شعبہ نے ابوشیبہ کی تکذیب کی ہے اور امام احمد نے اس کو ضعیف فرمایا ہے اور ابن عدی نے الکامل کتاب میں اس روائیت کو ابوشیبہ کی منکر روایات میں ذکر کیا ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۵ صـ۳۵۹ ۔ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی باوجود حنفی ہونے کے فرماتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے حاشیہ ہدایہ ج ۱ صـ۱۵۱ اس کے علاوہ ابن ہمام حنفی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی بھی اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں یہ سب علماء کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہونے کے علاوہ عائشہ صدیقہ رضؓ کی صحیح حدیث سے معارض ہے اس لئے بھی قابلِ اعتماد نہیں اس سلسلہ میں ایک لطیفہ بھی ملاحظہ ہو۔ میں چونکہ مسلسل بیس سال تک صرف فنون پڑھاتا تھا اور حدیث میں کوئی مہارت نہ تھی تو اسی زمانہ میں شہر لائل پور میں مسئلہ تراویح پر بحث شروع ہوئی تو میں گکھڑ منڈی گیا تاکہ مولنا سرفراز صاحب دیوبندیوں میں محدث مشہور ہیں اور آج کل تو شیخ الحدیث بنے ہوئے ہیں تو مولانا صاحب نے مجھے یہ روائیت بیہقی سے بتائی۔ میں نے کہا کہ اس میں ابوشیبہ راوی ضعیف ہے یہ تو میں نے دیکھی ہوئی ہے لیکن قابلِ اعتماد نہیں تو مولوی صاحب نے میزان الاعتدال مصنفہ ذہبی نکال کر مجھے دو عبارتیں دکھائیں کہ ابوشیبہ تو ثقہ راوی ہے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبارت یہ ہے کہ امام بخاری نے فرمایا ہے کہ المحدثون سَکَتُوا عَنْہُ مولوی صاحب نے ترجمہ کرادیا کہ محدثین تو خاموش ہیں پھر کون کہتا ہے کہ یہ ضعیف ہے' میں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ واقعی امام بخاری جیسا نقاد یہ شہادت دے رہا ہے کہ محدثین خاموش ہیں۔ میں نے عبارت نقل کر کے واپسی پر رسالہ شائع کردیا اور اس میں یہ عبارت لکھ دی بمع ترجمہ کے مگر ایک اہل حدیث عالم نے اشتہار نکالا کہ ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ اگر میزان الاعتدال سے یہ بات ثابت ہو جائے مجھے اس پر شبہ ہوا کہ عبارت تو میں نے دیکھی ہے مگر اس میں کوئی چکر ضرور ہے چنانچہ میں لاہور گیا اور میزان الاعتدال کی چاروں جلدیں خرید لایا آکر دیکھا تو عبارت درست تھی۔ پھر میں نے کتاب ابتداء سے پڑھی تو معلوم ہوا کہ محدثین کی یہ اصطلاح ہے کہ جب سَکَتُوا عَنْہُ یا سَکَتَ فرمائیں تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ راوی اس قدر ضعیف اور ناقابلِ اعتماد ہے کہ محدثین اس پر تنقید کرنا بھی گوارا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ تنقید بھی کسی عالم پر ہوتی ہے یہ کوئی عالم ہے اور ابوشیبہ ایسا ہی ہے۔ سبحان اللہ کیا خوب مذہب ہے۔ اس کے بعد تو میری زندگی میں انقلاب آگیا اور میں نے از خود احادیث کا مطالعہ کیا تو کئی رازِ دروں ظاہر ہوئے۔ دوسری[1] بات یہ ہے کہ

---

[1] دوسری غیر متعلق ہے۔ وہ میں نے نقل نہ کی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود ضعیف ہونے کے یہ حنفیوں کی دلیل بن ہی نہیں سکتی کیونکہ اس میں یہ الفاظ درج ہیں کہ یہ بیس رکعتیں غیر جماعت میں ہوتی تھیں حالانکہ تراویح کی بنیاد ہی تین دن کی باجماعت نماز پر ہے۔ اور ہماری تحقیق یہ ہے کہ بات بالکل جھوٹ نہیں ہے بلکہ ضعیف راوی نے ادھوری نقل کی ہے۔ اصل میں ابن عباس نے اس میں رات کا ذکر فرمایا ہی نہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ابن عباس رسول اللہ کی اعتکاف کے ایام کی رات دن چوبیس گھنٹوں کی سنتیں ذکر فرما رہے ہیں۔ اس طرح کہ دو رکعتیں صبح کی دو ظہر سے پہلے۔ دو ظہر کے فرضوں کے بعد دو مغرب کے فرضوں کے بعد اور دو عشاء کے فرضوں کے بعد۔ دیکھو بخاری ج ۱ ص ۱۳۵ پر۔ ابن عباس رضؓ نے ان دس رکعتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اور دو رکعتیں قضائے حاجت کے بعد تحیۃ المسجد دیکھو۔ بخاری ج ۱ ص ۱۵۶ پر یہ بھی مذکور ہے۔ یہ بارہ رکعتیں ادر اس کے بعد آٹھ رکعت نماز تہجد یہ مجموعہ بیس رکعتیں ہوئیں۔ ان کا کوئی منکر نہیں ہے۔ لیکن اس روائیت سے بیس رکعت تراویح تو ثابت نہیں۔

حنفی جب سنت نبوی ثابت نہیں کر سکتے تو پھر کہتے ہیں کہ بیس رکعت خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ اس کی حقیقت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ بیس رکعت کیسے بنی ہیں اور ان کی حیثیت کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل کا موقع نہیں اس لئے اختصار کے ساتھ عرض ہے۔ نماز تہجد کا نام صلوٰۃ التراویح پہلی دفعہ حضرت علی رضؓ کے دورِ خلافت میں ملتا ہے۔ اس سے پہلے نہیں۔ یہ اس لئے کہ تراویح جمع ہے ترویحۃ" کی اور ترویحۃ کا معنیٰ ہے کسی کام کے دوران تکان اتارنے کیلئے آرام کرنا اور سستانا۔ لہٰذا صلوٰۃ التراویح کا معنی ہے آرام کے وقفوں کی نماز۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب تہجد با جماعت کا فیصلہ ہوا تو لوگوں کو عشا کی جماعت کے بعد ایک وقفہ دیا جاتا، اور دوسرا چار رکعت تہجد کے بعد اور تیسرا آٹھ رکعت تہجد کے بعد۔ پھر وتر ادا کئے جاتے تو کچھ لوگ وقفوں میں بیٹھے رہتے۔ مگر کچھ چار رکعت نفل پڑھ لیتے۔ یہی مطلب ہے ان ضعیف آثار کا جو مختلف راویوں سے منقول ہیں۔ مثلاً یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت ماہ رمضان میں پڑھا کرتے تھے۔ سنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶۔ یعنی بارہ رکعت تین وقفوں میں اور آٹھ تہجد با جماعت۔ یزید بن رومان نے سے امام مالک نے مؤطا میں بھی یہی بات نقل کی ہے۔ موطا ج ۱ ص ۱۷۵۔ اور یحییٰ بن سعید نے بھی یہی روایت کی ہے۔ لیکن یزید بن رومان نے بھی اور یحییٰ بن سعید نے بھی حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا۔ سنی سنائی بات سنا دی ہے۔ یہ ضعیف

08217

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت ہے۔ دیکھو التقریب ص۳۹۷۔ ترجمہ یزید بن رومان اور تقریب ص۳۹۱ ترجمہ یحییٰ بن سعید اور تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص۷۵ اور سائب بن یزید سے عہد عثمان رض کا واقعہ ذکر ہے اور عہد علی رض کا بھی لیکن علامہ نیموی حنفی نے آثار السنن میں کہا ہے کہ یہ قول بعد میں کسی نے درج کیا ہے امام بیہقی نے روایت نہیں کیا۔ تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص۷۴۔ مگر ان آثار میں صرف عوام کا فعل ذکر ہے۔ حضرت عمر رض کا فرمان نہیں نہ کسی دوسرے خلیفہ کا اور نہ ہی کسی خلیفہ کا عمل ہے جب کسی خلیفہ کا بھی حکم نہیں اور عمل بھی نہیں تو یہ سنت خلفائے راشدین تو نہ قرار پائی۔ حضرت علی رض کے زمانہ میں یہ آرام کے وقفے بڑھا کر پانچ کر دیئے گئے کہ ایک عشاء کی جماعت کے بعد اور پھر دو دو رکعتوں کے بعد اور لوگ ان میں از خود عشاء کی جماعت کے بعد دو دو نفل پڑھ لیتے تھے اور اس طرح بارہ کا اضافہ کر کے بیس رکعت پڑھ لیتے تھے۔ حضرت علی رض نے اس خطرہ کے پیشِ نظر کہ لوگ ان وقفوں کو نمازوں کی سنت نہ سمجھ لیں ان وقفوں کی نمازوں کا نام ہی تراویح رکھ دیا۔ یعنی آرام کے وقفوں کی نماز اور یہی مطلب ہے۔ مذکورہ ذیل آثار کا۔ مثلاً ابو الحسناء کہتے ہیں کہ حضرت علی رض نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ماہ رمضان میں پانچ وقفوں میں لوگوں کی نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری کرا۔ اور یہ لوگ بیس رکعت پڑھ لیتے تھے۔ سنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶
امام بیہقی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ سنن بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ حافظ
ابن حجر اور حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ ابو الحسناء مجہول شخص ہے۔ تحفۃ الاحوذی
ج ۲ ص ۷۴۔ شتیر بن شکل بھی امامت کراتے تھے حضرت علیؓ کے زمانہ میں اور
لوگ بیس رکعت پڑھتے تھے۔ سنن بیہقی جلد ۲ ص ۴۹۶۔ سوید بن غفلۃ بھی
زمانہ علیؓ میں امامت کراتے تھے اور پانچ ترویحوں میں لوگ بیس رکعت
پڑھتے تھے۔ سنن بیہقی ج ۲۔ ص ۴۹۶۔ علامہ نیموی حنفی نے کہا ہے، کہ
امامت کی اس روایت میں حماد بن شعیب راوی ضعیف ہے۔ ابن معین نے
اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور یحییٰ بن سعید نے کہا کہ اس کی کوئی حدیث نہ لکھی
جائے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ اس راوی میں نظر ہے اور ابن عدی کہتے
ہیں کہ یہ ایسی روائتیں نقل کرتا ہے جو احادیث میں نہیں ہوتیں۔ تحفۃ الاحوذی
ج ۲ ص ۷۵۔ خلافت راشدہ کے بعد جب آخری دور اموی میں حکومت
نمازوں کے انتظام سے دستبردار ہو گئی تو عموماً حافظوں نے عوام کو یہ نوافل
بھی باجماعت پڑھانے شروع کر دیئے اور اصل سنت سے امتیاز کے لئے
اس نماز کا نام حضرت علیؓ کے اتباع میں صلوٰۃ التراویح رکھ دیا یعنی آرام
کے وقفوں والی نہ کہ سنت نماز۔ مگر بتدریج عوام یہ فرق و امتیاز بھول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور ساری نماز کو سنت سمجھنے لگے اس لئے کہ ساری باجماعت ادا ہوتی تھی۔ اور پھر نام کیلئے ہر چار رکعت کے بعد علیحدہ آرام کا وقفہ اختراع کرلیا۔[۱] یہی وہ دور تھا جبکہ علمائے احادیث نے اس بدعت کے خلاف آواز اٹھائی مگر جو بات لاکھوں انسانوں میں رائج ہو جائے اس کا انسداد کیسے ہو؟ امام محمد حنفی نے اسی زمانہ میں اپنے تلمیذ حاکم شہید کو یہ املاء کرادیا کہ بیس رکعت تراویح غلط العوام کی صورت اختیار کر گئی ہے اور علامہ سرخسی حنفی نے اپنے استاذ حاکم شہید سے یہ بات روایت کرکے اپنی شہرہ آفاق کتاب المبسوط میں درج کردی لیکن وائے افسوس آج مبسوط کو کون پوچھتا ہے۔

خاتمہ ایک چیلنج پر!

هَاتُوا بُرۡهَانَكُمۡ

ہمارا علمائے حنفیہ کو چیلنج ہے کہ وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت کردیں کہ آپؐ نے رمضان المبارک میں بیس رکعت باجماعت ادا کی ہوں خود پڑھی ہوں

---

[۱] ضعیف روایات کبھی جھوٹی ہوتی ہیں اور کبھی ادھوری۔ یہ سب ادھوری ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اپنے سامنے عمل کرایا ہو۔

ورنہ

غیر سنت کو سنت قرار دینے کے جرم عظیم سے توبہ کرکے
خود بھی عذاب نار سے بچو اور عوام کو بھی بچاؤ!

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

الداعی

عبدالرحمٰن دیوبندی متبع قرآن وحدیث

603

کتاب ملنے کا پتہ

حاجی مرزا محمد اسحٰق زیدی
گورونانک پورہ گلی نمبر ۶ لائل پور

۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور
نمبر 08217

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ